

تقویۃ الایمان کا اولین

سید احمد کے والد اسماعیل ہوی نے تقویۃ ایمان (دوسری تقویۃ الایمان) کے مسودہ دعوت پر لکھ کر دے ہوئے مسودہ کو کسی نے دیکھا نہ تھا۔ یہ مسودہ اصل حق ختم نبیؐ کی عکاسی کا وسیع ہے۔ اسے دوسری ذیل اولین تحریر رقم فرمایا۔ یہ تحریر کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کے ہمدرد تقیم شرف کا یہ طریقہ دعوت ہے کہ یہ مسودہ دعا فرمایا کہ یہ مسودہ تقویۃ الایمان کے ہے جس میں ہر ایک وقت میں لے لے لے ہے۔ یہ مسودہ اللہ تعالیٰ سے رسول حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اور آپ کی تمام تر دعا کا جواب ہے۔

صاحب تقویۃ ایمان نے (اپنی کتاب کی) تیسری فصل میں شرک کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کا نقل کیا کہ اس کے بعد کہ اسی شبہ کی تقویۃ ایمان ہے کہ ایک شخص میں یہ کس سے ہے تو کہہ دوں گی کہ وہ تو میری ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا اس پر قادر ہے کہ ایک شخص میں ایک ہر شخص سے کہہ دوں گا اور دعوت محمدؐ کے برابر ہم سے دعا میں لے آئے۔ یہ ہمہ ممکنوں کے خلاف عقیدے کے خلاف ہے کہ کہ حضرت محمدؐ کی مثال مسیح موعودؑ ہے (یہ غلطی ہے) بلکہ جس کی کا وجود مسیح اور کمال ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے وقت و محل نہیں ہے۔ (یہ کہہ رہی ہے)

مذہبی کا کہنا ہے کہ اگر نبی و مرید تقویۃ الایمان کوئی شخص نہیں ہو تو وہ دوسری دعا کا یہ کہہ دے کہ نبیؐ کی مثال میں ہو سکتا۔ لیکن آپ کے مخالف نبیؐ میں نہیں ہے کہ آپ کا خاتم انبیاء ہیں اور نہ عہد کا منتہی ہیں ہے کہ آپ کی حق کا وجود ممکن نہ ہو۔ اس لیے کہ ساری کلمات کی انہماج رجحان ہے کہ اس مرتبہ کا کمال یہ ہے کہ وہ خواص خاصہ کے نبیؐ میں رہا ہے جس میں ممکن ہو اس سے زیادہ قوی مرتبہ ہو اس میں حصہ نہیں ہے لہذا خاتم نبوت سے بلند مرتبہ ممکن ہی نہیں ہے۔

دعائی مرتب چیز پر قادر ہے جو ممکن ہو۔ متنع و رد واجب اس کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہیں۔ اس سے بجز لازم نہیں۔ جو قدرت کے متعلق ہے۔ کیونکہ متنع کے ایجاد پر قدرت کا نہ ہونا محض نہیں ہے اس لیے کہ متنع وجود کے قائل ہی نہیں ہے۔ یہ کہ یہ وہاں اللہ علی کل شیء قدير ہے اور وہ اللہ خالق کل شیء ہے کا معنی مفسرین نے جسے بالکل بیان کیا ہے کہ ہر شے سے مراد ہر ممکن ہے۔ کیونکہ محال بالاتفاق شے نہیں ہے اور واجب و محال پر قدرت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہی جس ہے کہ قدرت کا معنی شے کو پیدا کر سکتا ہے۔

مذہب شافعی جو کار متعالیوں سے یہ قیہ کر رہا ہے وہاں اللہ علی کل شیء قدير ہے کی تفسیر میں کہتے ہیں: "قادر کے معنی شے سے کہ فعل میں نہ ہو جب تمام اشیاء پر قادر کا ذکر ہے تو محال خود مستثنیٰ ہے۔ گویا کہا گیا ہے کہ ہر شے چیز پر قادر ہے جو ہو سکتی ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ کہا جاتا ہے فلاں شخص انسانوں کا امیر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ماسوا کا امیر ہے وہ شخص بھی اگر چنانچہ انسانوں میں ہے لیکن اس وقت وہ ان میں داخل نہیں ہے۔"

اس عبارت سے مراد معلوم ہوتا ہے کہ مستزل بھی اس امر کے قائل ہیں کہ واجب تعالیٰ متنع پر قادر نہیں ہے بلکہ بہت ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظیر معصیات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین ﷺ کی مثل ایک شخص سے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔ چہ جائیکہ ایک آن میں آپ کی مثل ہزاروں افراد پیدا فرمادے۔

اس جگہ یاد دہانی کی جا سکتی ہے کہ اگر دلیل کے منفری میں اثناع سے مراد اثناع ذاتی ہے تو ہم منفری تفسیر میں کرنے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظیر متنع بالذات نہیں ہے بلکہ نظیر اس لیے محال ہے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبر میں کذب متنع باظہر ہے اور متنع باظہر ہونا امکان ذاتی کے متعلق نہیں ہے۔ اگر اثناع سے مراد اثناع باظہر ہے تو منفری سے مسلم ہے۔ لیکن کبریٰ میں کلام ہے کہ اس حکم متنع کس معنی میں ہے؟ اگر اس جگہ بھی متنع باظہر مراد ہو تو عداوت ضرور کر رہے لیکن کبریٰ منوع ہے کیونکہ ہمیں یہ تفسیر نہیں ہے کہ جس چیز کا وجود متنع باظہر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔ جب کبریٰ میں متنع سے مراد متنع بالذات ہو تو کبریٰ کی محنت میں شک نہیں ہے لیکن حد وسط مکرر نہ ہوئی اور (امیر کا اکبر کے تحت) اندراج نہ آیا۔ اس منکر سے واضح ہو گیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل کے واقع ہونے سے جو محال لازم آیا ہے وہ اثناع باظہر کی عداوت سے جہد کہ امکان ذاتی کی بنا پر۔

مخلی نہ رہے کہ یہ جواب ہمارے مقصد کے متافی نہیں ہے کیونکہ ایسا ممکن بالذات جس کا واقعہ نہ ہو جس
قرآنی ہے ثابت ہو اس کے وقوع کے ساتھ تین صفات کا تعلق برابر ہے۔ ① قدرت کا تعلق ② امداد کا تعلق جس
کا مطلب ہے دو مقدوروں میں سے ایک کو وقوع کے ساتھ خاص کرنا ③ خلق کا تعلق جس کا معنی ہے شے کا
سے فعلیت اور وجود کی طرف نکالنا۔

خلاصہ یہ کہ جس ممکن کے واقعہ نہ ہونے کی خبر خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کا واقعہ ہونا محتسب بالذات کی طرف
قدوت سے خارج ہے اگر فرض کیا جائے کہ اقتناع بالظہر بھی قدرت کے متعلق ہونے کے متافی نہیں ہے اور بہت
سے افراد مظہر تجلیات انفعالی المرسلین علیہم السلام کی ذات اقدس کے مائل امکان ذاتی اور تصور عقل کے پیش نظر صرف
اس اعتبار سے کہ وہ ممکن ذاتی ہیں قطع نظر امور خارجہ اور مواقع سے۔ اللہ ذوالجلال کی قدرت سے موجود ہو سکتے
ہیں تو قاطعی غور بات یہ ہے کہ ایسے ممکن اور تصور عقل امور جن کے وقوع کو عقل محض اس کے امکان ذاتی میں سمجھ
لے کر پیش نظر رکھتے ہوئے جائز قرار دے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار عوام کا الانعام کو حیران اور
پریشان کرنے کے مترادف اور ان کے عقائد کمزور کر دینے کے برابر ہے۔ تقویۃ الایمان کی عبارت میں جو مطلب
بیان کیا گیا ہے اسے عوام ہرگز نہیں سمجھ سکتے اسے صرف خواص ہی سمجھ سکتے ہیں جو امکان ذاتی، اقتناع بالظہر اور
مرحہ ماہیت جن شخصیت ہیں اور من حیث الخلط کے مطلب و مضمون سے آگاہ ہوں گے وہ ضرور صاحب رسالہ
(تقویۃ الایمان) کی مذکورہ عبارت کے مطلب تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔

صاحب تقویۃ الایمان نے اس عقیدے کو دین کے بڑے اصول میں سے قرار دیا ہے۔ عوام اس عقیدے کو
ذہن نشین اور خالی ذہنوں میں نقش کرنے کے بعد معرفت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس کی عقل ان کی معرفت افراد
انبیاء کے وجود کو دوسرے انسانی وجود کی طرح قاطعی وقوع ہی جائیں گے اس کے علاوہ ان کے لیے کسی دوسری
ہدایت کی توقع نہیں ہو سکتی۔

اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی عام آدمی کو یہ سمجھائے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے
مجموعے ہونے کے عقیدے کو اس کے سچے ہونے کے عقیدے کے برابر جانو تو کیا حرج اور کیا نقصان ہوگا؟ کیونکہ
موضوع و محمول کی خصوصیت سے قطع نظر یہ تقیہ بھی بلاشبہ صدق و کذب کا امتثال رکھتا ہے۔

مقام حیرت ہے کہ قطع نظر اس بات کے اس مثال سے حضور سید عالم علیہ السلام کی بارگاہ میں ہے ادنیٰ گستاخی اور

